ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

The Meaning of Days and their Importance in Different Inspired and Uninspired Religions

ایّام کا مفہوم اور مختلف الہامی و غیر الہامی مذاہب میں انکی اہمیت

Hafiz Ghulam Rasool Raza
Tahreem
Dr Muhammad Naveed
Ph.D. Research Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University Islamabad at-gh.rasulraza786@gmail.com
M.Phil. Department of Islamic Studies, University of Gujrat,
Lecturer, Department of Islamic Studies, Punjab College Ali Pur Chatha, Punjab, Pk at-tahreemsaeed8@gmail.com
Ph.D Graduate, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Gujrat at-h.m.naveed91@gmail.com

Abstract

Days encompass the cycles of light and darkness - one complete cycle is called a day and night, or simply a day. Days hold distinct importance for celebrating joy and sadness. certain days also serve as occasions for performing religious rituals. Many religions worldwide celebrate special days throughout the year, each imbued with rich cultural and historical significance. The significance of days varies across different religions and philosophies. The Jewish Sabbath is dedicated to spiritual observance and rest. Hanukkah: Celebrates the rededication of the Second Temple in Jerusalem after its desecration. Rosh Hashanah (Jewish New Year) and Yom Kippur (Day of Atonement) are the most solemn days in Judaism. Easter: Commemorates the resurrection of Jesus Christ from the dead, marking the culmination of Lent and signifying victory over death. Sunday: Considered the holy day in Christianity, commemorating the resurrection of Jesus Christ. Christmas: Celebrates the birth of Jesus Christ, observed with festive decorations, gift-giving, carols, and special church services. Friday: The designated day of communal prayer for Muslims. Eid al-Fitr: Marks the end of Ramadan, the holy month of fasting and spiritual reflection. Eid al-Adha: Commemorates Abraham's willingness to sacrifice his son Ishmael in obedience to God. Days are seen as signs of God's creation and blessings. They represent opportunities for God's mercy and grace to shower upon His creations. The interpretation and meaning of days differ across religious and philosophical frameworks. While Abrahamic faiths emphasize days as divine manifestations, non-Abrahamic traditions utilize them for joyful celebrations and ritualistic practices.
Keywords Ayam, youm, Nahar, Ysh'akh, Sabbath, Christmas, Lent, Easter, Rosh Hashanah, Yom Kippur, Eid ul fit, Eid ul Adha.

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

ایّام عربی زبان کالفظ ہے،یوم کی جمع ہے،ی،و،م۔اسکامادہ ہے۔یوم ،یاوَم ،یِوَامًا ومُیاوَمتہً اسکے معنی دن کے ہیں۔ایام اصل میں ایوام تھا۔"واو"کو"یا"بنالیااور"ی"کاادغام کر دیا۔ اَیوام سے اَیّام۔[i]

أَيْ مِنْ أَوَّلِ الْأَيَّامِ كَمَا تَقُولُ: لَقِيتُ كُلَّ رَجُلٍ تُرِيدُ كُلَّ الرِّجَالِ. [ii] ي وم: (الْيَوْمُ) مَعْرُوفٌ وَجَمْعُهُ (أَيَّامٌ) . قَالَ الْأَخْفَشُ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ} وَعَامَلَهُ (مُيَاوَمَةً) كَمَا تَقُولُ: مُشَاهَرَةً. وَرُبَّمَا عَبَّرُوا عَنِ الشِّدَّةِ بِالْيَوْمِ، يُقَالُ: يَوْمٌ (أَيْوَمُ) كَمَا يُقَالُ: لَيْلَةٌ لَيْلَاءُ. وَ (يَامٌ) ابْنُ نُوحٍ الَّذِي غَرِقَ فِي الطُّوفَانِ.[iii]

الیوم:(ن)یہ طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کی مدت اور وقت پر بولا جاتاہے،اور عربی زبان میں مطلقاًوقت اور زمانہ کے لیے استعمال ہوتاہے۔خواہ وہ زمانہ ایک دن کاہو، ایک سال کاہو،ایک صدی کاہو یاہزار سال کاہو کتناہی دراز کیوں نہ ہو۔قرآن پاک میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْاْ مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ[iv]

ترجمہ:بیشک جولوگ تم میں سے ایک دن بھاگ کھڑے ہوئے تھے جب دونوں فوجیں گتھم گتھا ہو گئیں تھیں

کبھی یوم کے بعد"اذ"بڑھادیاجاتاہے اور اضافت کیساتھ"یومئذٍ"پڑھاجاتاہے۔اور یہ کسی معین زمانہ کیطرف اشارہ کے لیے آتاہے۔اس صورت میں یہ معرب بھی ہو سکتا ہے۔اور"اذ"کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں مبنی بھی۔جیساکہ فرمایا:

وَأَلْقَوْاْ إِلَى اللهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ[v]

ترجمہ:اور یہ(مشرکین)اس دن اللہ کے حضور عاجزی وفرمانبرداری ظاہر کریں گے

یوم بمعنی دن،غروب آفتاب سے لیکر اگلے دن کے غروب آفتاب تک کاوقت لیل ونہار کے وقت کا مجموعہ 24 گھنٹے(ج ایام)وقت اور زمانہ کاحساب ایام سے ہی ہوتاہے۔ارشادِ باری تعالی ہے:

فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ[vi]

ترجمہ:پھر جسے یہ بھی میسر نہ ہو وہ تین دن کے روزے(زمانہ)حج میں رکھے اور سات جب تم حج سے واپس لوٹو۔

یوم کی یہ مدّت انسان کے لیے ہے اور اس کا تصور بھی سورج اور زمین کی پیدائش کے بعد ہی کیا جاسکتاہے۔ورنہ اللہ کے ہاں یوم کی مدّت ایک طوی دور ہے خواہ یہ دور ہمارے حساب سے لاکھوں سال تک پھیلا ہوا ہو۔ارشادِ باری تعالی ہے:

قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ[vii]

ترجمہ:فرمادیجئے:کیاتم اس(اللہ)کاانکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن(یعنی دو مدتوں)میں پیدا فرمایا۔

اسی طرح زمین وآسمان کی پیدائش کے سلسلے میں جب یوم کالفظ آئے تواس سے مراد ایک طویل دور ہوتاہے۔الیوم بمعنی آج کادن اور الیوم کے وقت کی مقدار نھار کے مطابق ہے یوم کے بعد"اذ"کے اضافے سے گی۔یوم کے مطابق نہیں۔یعنی اس سے مراد طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کاوقت ہوگا۔ظَلَّ الیوم،بمعنی آج کاسارادن سایہ رہا۔

"یَومئذٍ"بناہے جو کسی معین زمانہ کیطرف اشارہ کے لیے آتاہے۔بمعنی اس دن یاوہ دن[viii] ارشادِ باری تعالی ہے:

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ 0 ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ[ix]

ترجمہ:اسی دن بہت چہرے(ایسے بھی ہونگے جو نور سے)چمک رہے ہونگے۔(وہ)مسکراتے ہنستے(اور)خوشیاں مناتے ہوں گے۔

المورد میں ہے:یوم کے لیے انگریزی میں"ٹوڈے"آتاہے۔الیوم،فی ھذاالایام،الیوم،اوِالوقت اوالعصر الحاضر۔[x]

مولاناوحیدالزمان قاسمی کیرانوی کے مطابق: یومؔ، سخت اور لمبادن، طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کادن، آج کل، موجودہ زمانہ، اب قرآن میں ہے۔ الیوم اُکملت لکم یوم کامطلب دن ہی لیتے ہیں، جسکی جمع ایام ہے، اور یومین اسم علم الفلک میں زمین کے اپنے محور کے گرد دوران کاوقفہ 24 گھنٹے ہے۔[xii] بقول مولاناشہیدالدین بنارسی ـ دینُکم[xi] تثنیہ۔[xiii]

ایام سے وہ زمانہ مراد ہے جب اللہ تعالی نے اپنے ایام اپنے اندر وسیع مفہوم رکھتاہے۔ علمائے لغت اور مفسرین نے اسکی تعریفیں یوں کیں ہیں۔ مولانا راغب اصفہانی کے بقول فضل وانعام کے سمندر بہادیے ہوں۔[xiv] یوم سے مشہور دن مراد لیتے ہیں انکے نزدیک لفظ ایام اللہ دو معنوں میں بولا جاتاہے اور وہ دونوں مراد ہیں۔ اول وہ خاص ایام جن میں کوئی جنگ یاانقلاب آیاہو جیسے غزوہِ بدر، غزوہِ احد، غزوہِ احزاب اور حنین کے واقعات یاپچھلی قوموں پر عذاب نازل ہونے کے واقعات ہیں۔ جن میں بڑی بڑی قومیں نست ونعبود ہوگیئں۔ اس صورت میں ایام اللہ یاد دلوانے سے ان قوموں کو کفر کے انجامِ بد سے ڈرانا مقصود ہے۔ دوسرے معنی ایام اللہ کے اللہ کی نعمتوں اور احسانات کے آتے ہیں۔ انکو یاد دلوانے کا مقصد یہ ہوگا۔ شریف انسان کو جب کسی محسن کا احسان یاد کرایاجائے تو وہ اسکی مخالفت سے باز آجاتاہے۔[xv] مولانامودودی کے مطابق: ایام یادگار تاریخی واقعات کے الایام اتی و قائع اللہ تعالیٰ لیے بولا جاتاہے۔[xvi] امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: الایام ھھنا بمعنٰی الو قائع والحرب نسمی العذاب ایاماًوالنعم ایاماًکل ماسع لک من الخیر والشر فھوایام[xvii]

ایام سے مراد وہ دن ہیں بلکہ وہ واقعات اور حالات ہیں جن سے ان کے پیش روؤں کو سابقہ پڑاہو۔[xix] فیھم[xviii] بقولِ پیر کرم شاہ

ایام یوم کی جمع ہے، جس کے معنی دن کے ہیں اس لیے نھار، یوم، الیوم، یومئذ ِ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں: ایام کے مترادفات

"یوم" بطورِ مترادف یوم، بمعنی دن، غروبِ آفتاب سے لے کر اگلے دن کے غروبِ آفتاب تک کاوقت، لیل ونہار کے وقت کا مجموعہ 24 گھنٹے (ج ایام)، وقت اور زمانہ کا حساب ایام سے ہی ہوتاہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے:

فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ[xx]

ترجمہ: پھر جیسے یہ بھی میسر نہ ہوا تین دن کے روزے (زمانہ) حج میں رکھے اور سات جب تم حج سے واپس لوٹو

یوم کی یہ مدّت انسان کے لیے ہے اور اس کا تصور بھی سورج اور زمین کی پیدائش کے بعد ہی کیاجاسکتاہے۔ ورنہ اللہ کے ہاں یوم کی مدّت ایک طوی دور ہے خواہ یہ دور ہمارے حساب سے لاکھوں سال تک پھیلا ہواہو۔ اسی طرح زمین وآسمان کی پیدائش کے سلسلے میں جب یوم کا لفظ آئے تو اس سے مراد ایک طویل دور ہوتاہے۔ اسی طرح یوم الدین یعنی یوم یومؔ مہینے کا آخری دن، ویوم ایوَم ووومِ وذوایم وذوایّم وذواایاوِئم وذوایایم سخت طویل دن مراد لیتے جزااور سزاکادن ہے۔ 50 ہزار جسکادورانیہ ہے۔[xxi] بقول مولاناعبدالحفیظ بلیلاوی ہیں۔[xxii]

مولاناوحیدالزمان قاسمی کیرانوی: یوم سے سخت اور لمبے دن مراد لیتے ہیں۔ طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک دن ہے۔[xxiii] لویس معلوف کے مطابق یوم: السرور قصر، یوم لنا، یوم علینا، یُضرب فی انقلاب الدول ولاسلی عنھا۔ اور مہینے کا آخری دن بھی مراد لیتے ہیں۔[xxiv]

"الیوم" بطورِ مترادف الیوم، بمعنی آج کادن، اور الیوم کے وقت کی مقدار انھار کے مطابق ہوگی۔ یوم کے مطابق نہیں۔ یعنی طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کاوقت ہوگا۔

ظَلَّ الیوم، بمعنی آج کاسارادن سایہ رہا۔ جیسے فرعون کی غرقابی کے وقت اللہ نے فرمایا:

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً[xxv]

ترجمہ: (اے فرعون!) سو آج ہم تیرے (بے جان) جسم کو بچالیں گے تاکہ تُو اپنے بعد والوں کے لیے (عبرت کا) نشان بن جائے۔

اور الیوم کا لفظ قرآن میں بیشتر مقامات پر قیامت کے دن کے لیے استعمال ہوا ہے۔[xxvi] الیوم: الوقت من طلوع الفجر الی غروب الشمس، الوقت مطلقاً، تقول ذُخرتک لھذا الایوم الی لھذا الوقت[xxvii] (الیوم) زمن مقداره من طُلوع الشَّمس إِلَى غرُوبها والزمن الحَاضِر، كما قال الله تعالى {الیوم اَكملت لكم دینكُمْ}[xxixxxviii]

مولانا راغب اصفہانی کے بقول: الیوم: مطلقاً وقت اور زمانہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ خواہ وہ زمانہ ایک دن کا ہو، ایک سال کا ہو، ایک صدی کا ہو یا ہزار سال کا۔[xxx] سورۃ آلِ عمران کی درج ذیل آیات کا حوالہ دیتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْاْ مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ[xxxi]

ترجمہ: بیشک جو لوگ تم میں سے ایک دن بھاگ کھڑے ہوئے تھے جب دونوں فوجیں گتھم گتھا ہو گئیں تھی۔

الیوم، فی هذ االا یام، الیوم، اوِ الوقت او العصر الحاضر۔[xxxii]

النھار والعامة لجمعه علی نھارات، ج انھر و نھر، مابین طلوع الفجر الی غروب الشمس، او من طلوع الشمس الی غروبھا، وشرع من الصبح الی المغرب وھو ضد اللیل۔ :"نھار" بطورِ مترادف وقد سمی بذلک لا نفتاح الضملة عن الضیاء[xxxiii]

نھار دن (ضد لیل بمعنی رات) طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب کا وقت اور دن کو 12 گھڑیوں میں ابراہیم مصطفی کے مطابق النھار: ضیاءم بین طلوع الفجر الی غروب الشمس[xxxiv] تقسیم کرتے ہیں، کہتے ہیں لیل و نھار کا ذکر قرآن مجید میں اکٹھا آیا ہے۔ انھر و نھر جمع ہے۔

الشروق، بکور، غدوة، ضحیٰ، ھاجرة، ظھرة، روح، عصر، قصر، صیل، عشی، غروب[xxxv]

نھار، شرعاً طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کے وقت کو کہا جاتا ہے۔ لیکن لغوی اعتبار سے اسکی مدّت طلوعِ شمس سے لیکر غروبِ آفتاب تک ہے۔

"یومئذِ ِ ِ ِ" بطورِ مترادف بقول عبد الرحمن کیلانی یوم کے بعد "اذ" کے اضافے سے "یومئذِ" بنا ہے۔ جو کسی معین زمانہ کیطرف اشارہ کرتا ہے۔ بمعنی اس دن یا وہ دن۔ ارشادِ ربانی ہے:

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ[xxxvi]

ترجمہ: اسی دن بہت سے چہرے (ایسے بھی ہونگے جو نور سے) چمک رہے ہونگے۔[xxxvii]

کبھی یوم کے بعد "اذ" بڑھا دیا جاتا ہے اور اضافت کیساتھ "یومئذِ" پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ کسی معین زمانہ کیطرف اشارہ کے لیے آتا ہے۔ اس صورت میں یہ معرب بھی ہو سکتا ہے۔ اور "اذ" کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں مبنی بھی۔ جیسا کہ فرمایا

وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ[xxxviii]

ترجمہ: اور یہ (مشرکین) اس دن اللہ کے حضور عاجزی و فرمانبرداری ظاہر کریں گے

مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی "یومئذ" سے مراد اس روز لیتے ہیں۔[xxxix]

یہودیوں کے ایام اور رسوم

قربانی: یہودی قدیم ایام سے ہی قربانی دیا کرتے ہیں۔ چوپاؤں میں بھیڑ بکریاں اور پرندوں میں فاختہ اور کبوتر کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسرائیلی معابد میں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے اور قربانی کے جانور اس آگ میں ڈال دیے جاتے ہیں۔ لیکن اجناس کے قربانی کی صورت میں کچھ حصہ جلایا جاتا ہے اور باقی حصہ پروہتوں کو دے دیا جاتا ہے۔ گناہ کی معافی کے لیے سوختی قربانی دی جاتی ہے۔ جب چاند نمودار ہوتا ہے تب بھی پورے خاندان کیطرف سے قربانی دی جاتی ہے۔ قربانی کے دوران باجے بجائے جاتے ہیں۔ فصل کی کٹائی اور تکمیل پر

بھی قربانی دی جاتی ہے۔اسرائیلیوں میں ساتویں مہینے کی دس تاریخ اہم دن تھا۔اس دن پر قربانی کا خاص اہتمام کیا جاتا۔پروہت اعلی معابد کے اندرونی حصے میں داخل ہو کر اپنے خاندان کی طرف سے دو بکرے قربان کرتے ایک یہوداکے لیے ہوتا اور دوسرا عزرا کے لیے۔یہودا کا بکرا گناہوں سے کفارہ کے لیے پیش کیا جاتا اور دوسرے بکرے پر بنی اسرائیل کے گناہوں کو منتقل کر کے اسے جنگل کی طرف ہنکار دیا جاتا۔[xl] یوم السبت کی تعظیم: یہودی سبت کے دن کی تعطیل مناتے تھے۔کٹر یہودی اس دن دنیاوی کاروبار کی بجائے عبادت میں مشغول رہتے تھے۔یہودی جنتری میں سبت کی جو مرکزی حیثیت ہے وہ سال میں ایک بار آنے والے تہوار کو بھی نہیں۔سبت کا تصر کہ خدا تعالی نے 6دن میں کائینات اور مخلوق کی تخلیق کی اور ساتویں دن آرام کیا اس مثال پر عمل کرتے ہوئے یہودیوں کے لیے ساتویں دن سینیچر کو ہر طرح کے کاموں سے باز رہتے ہوئے عبادت میں مشغول رہنے کا حکم تورات میں دیا گیا ہے۔سبت کا حکم موسوی شریعت کے احکام عشرہ میں شامل ہے۔جمعہ کے دن سورج چھپنے کے بعد سبت کا آغاز ہوتا ہے۔راسخ العقیدہ یہودیوں کے یہاں اس رات کا کھانا موم شمعوں کی رونی میں خصوصی دعاؤں کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔کیونکہ بجلی کی روشنی جلانا بھی کام کی نوعیت میں شامل ہو جاتا ہے اسکی بھی سبت میں ممانعت ہے۔[xli]

یِشاخ:"یِشاخ""عبوری دریا" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔یہ تہوار بنی اسرائیل کی مصر کی غلامی کی آزادی کی یاد میں منایا جاتا ہے۔اس تہوار میں مرکزی حیثیت سیدر کے کھانے کی ہے جو پہلے دن شام کو ہوتا ہے۔خصوصی پکوان اور رسومات کے سبب ممیز ہوتا ہے۔اس دعوت کی رسم ہے کہ کسی چھوٹے بچے کے سوال پوچھنے پر اسے یہودیوں کی غلامی کی کیفیت ،حضرت موسیٰ کی شخصیت اور انکی راہنمائی میں مصر کی محکومی سے نجات پانے کی مکمل داستان دنائی جاتی ہے۔اس تہوار کی خصوصیت پورا ہفتہ خمیر سے پرہیز ہے۔[xlii]

سکوت کا تہوار یہودیوں کے 40سال صحرا میں بھٹکنے کی یاد کے طور پر منایا جاتا ہے۔اس تہوار کے 8دنوں کے لیے تورات میں حکم ہے کہ یہودی اپنے گھروں کو چھوڑ کی چھپر ڈال کر رہیں۔ان جھونپڑوں کو جن کے نام پر اس تہوار کو سکوت (خیمہ) کہا جانے لگا مختلف پھلوں اور پھولوں اور سبزیوں سے آراستہ کیا جاتا ہے۔[xliii]

شووش،یِشاخ کے 50ویں دن منایا جاتا ہے جو کوہِ سینا پر موسیٰ کو تورات کی تختیاں (جن میں احکام عشرہ درج تھے) ملنے کی یاد میں منای اجاتا ہے۔گویا یہ تہوار شریعت ملنے کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔[xliv]

یوم کپور: یہ توبہ واستغفار کا دن کہلاتا ہے۔تمام یہودیوں کا اس دن روزہ رکھنا اور توبہ واستغفار کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔اس دن خصوصی عبادت بھی عام عبادات سے طویل ہوتی ہے۔مذہب سے بیگانہ یہودی بھی اس دن کنیسہ کی عبادت میں شریک ہونا لازمی سمجھتے ہیں۔[xlv]

عیدِ فصح: یہودیوں کا اہم تہوار "عیدِ فصح" ہے جو سات روز تک منایا جاتا ہے۔اسکے معانی "چھلانگ مارنے" کے ہیں۔اس تہوار کی تاریخ یہ ہے کہ مصر میں ایک وبا پھیلی تھی جس کے سبب چھوٹے بڑے ہلاک ہونے لگے مگر یہودیوں کو اس وبا کا کوئی اثر نہ ہوا۔اس تہوار پر ایک بھیڑ کی قربانی کر کے اسکا بھونا ہوا گوشت گھر کے سب افراد تبرک کے طور پر کھاتے ہیں۔اس تہوار پر بالغ ہونے والے لڑکے اور لڑکیوں کا باقاعدہ یہودی ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے۔یہ تہوار یہودیوں کے شکرانے کا تہوار ہے۔یہودی کیلنڈر کے مطابق یہ تہوار نیسان (اپریل) کے مہینے میں منایا جاتا ہے۔[xlvi]

جشن نوروز: نئے سال کے شروع ہونے والے دن کو عبادت میں گزارا جاتا ہے۔عابدت کے ختم ہونے پر جو کھانا کھایا جاتا ہے وہ سات اشیاء پر مشتمل ہوتا ہے۔شہد،کھجور،سیب، شلجم،مولی،مچھلی اور بکرے کی سری۔[xlvii]

جشن پیوریم: یہودیوں کے قتل کرنے میں جو سازش تیار کی گئی اس سازش کی ناکامی میں یہ دن منایا جاتا ہے۔اشوری بادشاہ اسٹورلیس کے وزیر ہامان نے منصوبہ تیار کیا کہ تمام یہودیوں کو ختم کر کے دنیا سے یہودیت ختم کر دی جائے۔اس دوران ایک لڑکی کی بادشاہ اسٹورلیس سے شادی ہو گئی۔جب اس خونی ڈرامے کا لڑکی کو پتا چلا تو اس نے بادشاہ کو ایسا نہ

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

کرنے پر آمادہ کر لیا اور یہودی قوم بہت بڑی تباہی سے بچ گئی۔ ہامان نے اپنی ناکامی کی وجہ سے خود کشی کر لی۔ اس دن سے لیکر آج تک یہودی ہامان کا پتلا بنا کر اسے خوب مار مار کر جلا دیتے ہیں۔[xlviii]

یوم خمیس: یہ تہوار "عیدِ فصح" کے 50 دن بعد منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر پروہت نئے گیہو کی دو خمیری روٹیاں یہودا کے سامنے لہرا کے کھالیتا ہے۔ اس وقت سات بھیڑیں یا بیل اور دو دنبے ذبح کیے جاتے ہیں۔ اس دعوت میں غربا اور مساکین کو بلایا جاتا ہے۔[xlix]

عیسائیت کی مذہبی رسومات اور ایام

بپتسمہ (اصطباغ): عیسائی مذہب کی پہلی رسم "بپتسمہ" یا "اصطباغ" ہے۔ بپتسمہ ایک طرح کا غسل ہوتا ہے جو عیسائی مذہب میں داخل ہونے والے کو دیا جاتا ہے۔ اس غسل کے بغیر کسی کو عیسائی نہیں کہا جاسکتا۔ اس رسم میں کفارہ کا معتقدہ کار فرما ہے۔[l] عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق بپتسمہ لینے سے انسان یسوع مسیح کے واسطے سے ایک بار مر کر دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے۔ موت کے ذریعے سے اسے اصلی گناہ کی سزا مل جاتی ہے اور نئی زندگی سے اسے آزاد قوتِ ارادی ملتی ہے۔[li] جو لوگ عیسائی مذہب میں شامل ہونا چاہتے ہیں انکو وہ عیسائی نہیں بلکہ "کی چومینس" کہلاتے ہیں۔ انہیں "عشاء ربانی" کی ایک عبوری دور سے گزرنا پڑتا ہے جس میں وہ مذہب کی بنیادی تعلیمات حاصل کرتے ہیں، اس عرصہ میں رسم میں شمولیت کی اجازت نہیں ہوتی۔ پھر ایسٹر کی تقریبات یا پینٹی کوسٹ کی عید سے کچھ پہلے انہیں بپتسمہ دیا جاتا ہے۔[lii]

بپتسمہ کے لیے مخصوص کمرہ اور آدمی معین ہوتے ہیں یروشلم کے مشہور عالم سائرل نے اس رسم کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ بپتسمہ کے امیدوار کو اس طرح لٹا دیا جاتا ہے کہ اسکا رُخ مغرب کی طرف ہوتا ہے اور پھر امیدوار مغرب کیطرف ہاتھ پھیلا کر کہتا ہے "اے شیطان میں تجھ سے اور تیرے ہر عمل سے دستبردار ہوں" پھر وہ مشرق کیطرف منہ کر کہ عیسائی عقائد کا اعلان کرتا ہے۔ پھر سر سے پاؤں تک دم کئے ہوئے تیل سے اسکی مالش کی جاتی ہے۔ اسکے بعد اسے بپتسمہ کے حوض میں ڈال کر اس سے سوال کئے جاتے ہیں کہ وہ باپ بیٹے اور روح القدس پر ایمان رکھتا ہے؟ اسکے اقرار کے بعد اسے حوض سے نکال کر دوبارہ اسکی پیشانی، ناک، کان اور سینے پر دوبارہ مالش کی جاتی ہے۔ پھر اسکو سفید لباس پہنایا جاتا ہے جو اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ بپتسمہ کے ذریعے یہ سابقہ گناہوں سے پاک صاف ہو چکا ہے۔ اس غسل کے بعد وہ کلیسا میں داخل ہوتا ہے اور پہلی بار "عشاء ربانی" میں شریک ہوتا ہے۔[liii]

"عشاء ربانی" کی رسم حضرت مسیحؑ کی مبینہ قربانی کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے۔ حضرت مسیحؑ نے گرفتاری سے ایک دن پہلے حواریوں کے ساتھ رات کا کھانا کھایا تھا۔ کھانے کی مجلس کا حال انجیل متی میں ان الفاظ کے ساتھ کیا جاتا ہے "جب وہ کھانا کھا رہے تھے تو یسوع مسیح نے روٹی لیا اور برکت دے کر توڑی، شاگردوں کو دے کر کہا، لو کھاؤ، یہ میرا بدن ہے، پھر پیالہ لے کر شکر کیا اور کہا تم سب اس میں سے پیو کیونکہ یہ میرا وہ عید کا خون ہے جو بہتیروں کے لیے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے۔"[liv] لوقا میں ہے کہ حضرت مسیحؑ نے حواریوں سے کہا "میری یادگاری کے لیے ایسا ہی کیا کرو"[lv]

عشاء ربانی کی رسم اسی حکم کی تکمیل میں منائی جاتی ہے۔ عیسائیوں کے مشہور عالم جسٹن مارٹر اس رسم کا طریقہ یہ لکھتے ہیں کہ اتوار کو کلیسا میں ایک ایک اجتماع ہوتا ہے۔ شروع میں دعائیں اور نغمے پڑھے جاتے ہیں پھر حاضرین آپس میں بوسہ لیکر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اسکے بعد شراب اور روٹی لائی جاتی ہے۔ صدر مجلس اسکو لے کر باپ بیٹے اور روح القدس سے برکت کی دعا کرتا ہے جس پر حاضرین آمین کہتے ہیں پھر روٹی اور شراب کو تمام حاضرین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس عمل سے فوراً مسیح کا بدن اور شراب مسیح کا خون بن جاتی ہے۔ حاضرین اسے کھا پی کر اپنے عقیدہ کفارہ کو تازہ کرتے ہیں۔ عشاء ربانی کے علاوہ اس رسم کے اور بھی نام ہیں، مقدس غذا، شکرانہ، اور مقدس اتحاد۔[lvi]

تیوہار اتوار کو مقدس سمجھ کر عیسائی ہر اتوار کو گرجا گروں میں حاضر ہوتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں۔ یہ دن سنڈے یونانی مشرکوں اور ہندوؤں کے ہاں بھی سورج کی عبادت کے لیے مخصوص ہے۔[lvii]

کرسمس: دنیا بھر میں عیسائی 25 دسمبر کو میلادِ مسیح مناتے ہیں۔ انجیل میں لکھا ہے "مریم نے بچے کو جن کی چرنی میں ڈالا"۔ اس تہوار کو کرسمس کہا جاتا ہے۔

ایسٹر: حضرت عیسیٰؑ کے مر کے دوبارہ زندہ ہونے کی یاد میں 21مارچ یہ دن منایا جاتا ہے۔ایرانی بھی اسکو عید نوروز میں شامل کرتے تھے۔ہندوؤں اور آئرلینڈ والوں کے ہاں موسم بہار کی دیوی کا دن عبادت کے لیے مخصوص تھا۔[lviii]

ہندومت کی رسوم

قربانی: تتریہ برہما میں لکھا ہے کہ دیوتاؤں کو بھی قربانی کے ذریعے ہی آسمانی مقام حاصل ہوا۔ویدوں کے مطابق اگر قربانی کا سلسلہ تھوڑی دیر کے لیے بھی رک جائے تو دیوتا بارش برسانا چھوڑدیں آفتاب کا طلوع وغروب رُک جائے اور فصلوں پر اناج پیدا نہ ہو۔قربانی نہ دینے کی صورت میں دیوتاؤں میں کاموں کی قدر نہیں رہتی۔قربانی کے متعلق یہ تصور تھا کہ قربانی سے دیوتاؤں میں جو کیفیتِ انبساط پیدا ہوتی ہے اس سے فائدہ اٹھاکر ان سے مرادیں حاصل کی جائیں۔مثلاً اگر کسی کے ہاں بیٹا پیدا نہ ہو تو وہ قربانی کی مدد سے اپنی مراد پوری کر سکتا ہے۔کیونکہ قربانی کے بعد دیوتاؤں پر ایک فرحت طاری ہو جاتی ہے۔اور اس کیفیت میں وہ ہماری مرادوں کو پورا کرنے میں آسانی سے راضی ہو جاتے ہیں۔موجودہ زمانے میں دو قسم کی قربانیاں رائج ہیں۔ایک جن میں خون نہیں بہایا جاتا(یہ نظرانے کی صورت میں باقی ہے)اور دوسری جن میں خون بہانا ضروری ہوتا ہے۔[lix]

سمرتیوں کے مطابق "5 عظیم قربانیاں" حسبِ ذیل ہیں۔

برہم یاجنا: یہ روحانی پیشواؤں اور رشیوں کے لیے ہوتی ہے۔اور یہ گرہست سے مقدس کتب کے پڑھنے اور پڑھانے کے عمل کے ذریعے ادا ہوتی ہے۔

پتریاجنا: یہ اسلاف کے لیے ہوتی ہے اور شرادھ کی رسم کے ذریعے روزانہ کھانے پینے کی چیزوں کی نیاز کرتے رہنے سے ادا ہوتی ہے۔

دیویاجنا: یہ قربانی دیوتاؤں کے لیے ہوتی ہے اور گھر کی مقدس آگ پر نذرانہ چڑھانے سے ادا ہوتی ہے۔

بھوت یاجنا: یہ قربانی ان اچھی بُری ارواح کے لیے ہے جو انسانی زندگی پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔یہ قربانی ان ارواح کے کھانے پینے کی چیزوں کی نیاز کرنے سے ادا ہوتی ہے۔

نریاجنا: یہ اپنے ہم جنس انسانوں کے لیے ہوتی ہے۔اور اجنبیوں اور مہمانوں کو کھلانے پلانے سے ادا ہوتی ہے۔[lx]

بدھ مت کی رسوم

گوتم(بدھ مت) نے تقریباً 45سال اپنے مذہب کی تبلیغ اور ہدایت کا پیغام عام کیا۔گوتم کی وفات کے بعد تبلیغ کا کام بھکشوؤں کے سپرد ہوا جنہوں نے ابتدائی اجتماع منعقد کیا۔اس اجتماع کا کام گوتم کی تعلیمات کو مدوون کرکے ترتیب دینا تھا۔اس ابتدائی اجتماع میں بھکشوؤں کی تعداد 500 تھی۔اس اجتماع نے گوتم کی تعلیمات کو مدوون کیا، شرعی قوانین اور عقائد کو مرتب کیا اس طرح بدھ مت کا مستقبل محفوظ ہوگیا۔بدھ جس نے ساری زندگی غیر مرئی طاقتوں سے نجات کا نظریہ دیا خود "دیوتا" کے رتبت تک پہنچ گیا۔گوتم اور دیگر مذہبی ہستیوں کی مورتیاں بن گئیں۔خانقاہوں کو ان مورتیوں سے سجادیا گیا۔پوجا پاٹھ کا نظام شروع ہوا اور مختلف رسومات متعارف ہوئیں۔مثلاً مورتیوں کو خوبصورت بنانا، خوشبو لگانا اور انکے سامنے اظہارِ عبودیت بجالانا وغیرہ وغیرہ[lxi]

زرتشت مذہب کی رسوم

آگ کی تعظیم: مذہب زرتشت میں آگ کی تعظیم عبادت کے لیے ضروری عنصر ہے۔سوم سر کا پینا اور بیل کی قربانی کرنا بھی مذہبی رسم ہے۔[lxii]

کنفیوشش مذہب کی رسوم

کنفیوشش مذہب میں چند رسومات کی ادئیگی لازمی قرار دی گئی ہے۔اسکے بعد کئی بے معانی رسموں کی بھرمار ہے۔توہم پرستی، فال گری اور کئی دوسری رسمیں ارواح خبیثہ سے بچانے کے لئے مذہب کا حصہ بن گئیں۔ان کی 5 کتابوں میں سے ایک کتاب جسکا نام "لی چن" ہے اس میں مذہبی رسومات کا ذکر ہے۔کنفیوشش نے خود تاریخ کی کتاب پر مقدمہ لکھا اور رسومات اور تقریبات کا جائزہ لیا، جسکو حکمرانوں نے نافذ بھی کیا۔[lxiii]

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

موجودہ دور میں منائے جانے والے دِن

عقیدہ ہر سال منائی جانے والی بسنت جسے حکومتی سطح پر منعقد ہونے والے "جشن بہاراں" کا حصہ بنادیا گیا ہے۔اور اس بابت عدالت عالیہ کے احکام کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔بسنت کی تیاریاں ہفتوں پہلے شروع ہو جاتی ہیں اربوں روپے پتنگوں اور ڈور پر خرچ کیے جاتے ہیں۔صرف بسنت منانے کے لئیے دنیا کے مختلف کونوں سے لوگ ہر سال لاہور جمع ہوتے ہیں۔بسنت کی تقریب جتنا پھیلاو رکھتی ہے اتنا اسکے اندر عیوب بھی موجود ہیں۔سب سے بڑا نقصان معصوم جانوں کا چھتوں سے گر کر مر جانے سے ہوتا ہے۔اربوں روپے کا ضیاع، مرد وزن کی مخلوط محافل میں بے حیائی اور فحاشی،ان تمام خرافات ولغویات کو کلچر و ثقافت کا نام دیا جاتا ہے۔[lxiv] اسی کلچر و ثقافت کی دوسری مثال ہر سال یکم جنوری کے موقع پر، نیا عیسوی سال آنے پر Happy New Year کا تہوار قہرِ الٰہی کو دعوت دیتے ہوئے منایا جاتا ہے۔پھر مزید 14 فروری کو منایا جانے والا Valantine Day جسے "یوم عشق" کا نام دے کر نسلِ نو کو مغربی تہذیب کی پیروی کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔اسلامی و مشرقی اقدار کی پامالی کی جاتی ہے۔نسل نو کو بے حیائی کا درس دیا جاتا ہے۔[lxv]

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہجرتِ مدینہ ، میثاقِ مدینہ ، یوم غزوہ بدر، یوم فتح مکہ اور یوم نزولِ قرآن اپنی جگہ بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ان ایام نے تاریخ کے دھاروں کا رخ بدلا لیکن اسکے باوجود قرون اولٰی کے مسلمانوں نے ان عظیم ایام کو منانے کا کوئی اہتمام نہ فرمایا۔ موجودہ عصری تہذیبی و ثقافتی پس منظر میں ہم بہت سے تہواروں کو پر مسرت انداز سے منانے کا اہتمام ک

---

[i] ۔حقانی، عبدالحق، مولانا، تفسیر حقانی، بیت العلم، اردو بازار، لاہور، س ن، ج 1، ص 501

[ii] ۔التوبہ 9:108

[iii] ۔رازی،زین الدین،مختار الصحاح،باب الياء،المكتبة العصرية،ابيروت،لبنان،طبع خامس،1420ه،ص377

[iv] ۔العمران 3:155

[v] ۔النحل 16:87

[vi] ۔البقرہ 2:196

[vii] ۔حم السجدہ 41:9

[viii] ۔کیلانی، عبدالرحمٰن، مولانا، مترادفات القرآن، مکتبہ السلام، وسن پورہ، لاہور، 2012ء، ص 490-491

[ix] ۔عبس 80:38

[x] ۔منیر البعلبکی، المورد (قاموس انکریزی، عربی)، دار العلم للملابین، بیروت، لبنان، س ن، ص 974

[xi] ۔المائدہ 5:3

[xii] ۔کیرانوی، وحید الزماں، مولانا، القاموس الجدید، ادارہ اسلامیات، لاہور، 2001ء، ص 1917-1918

[xiii] ۔بنارسی، شہد الدین، مولانا، آسان لغات القرآن، مینیجر حدیث پبلیکیشنز، 2 شیش محل روڈ، لاہور، س ن، ص 405

[xiv] ۔مفردات القرآن، ج 2، ص 622

[xv] ۔دیوبندی، محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، اپریل 2008، ج 5، ص 231

[xvi] ۔مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر سیرت، لاہور، 1976ء، ج 2، ص 471

[xvii] ۔قرطبی، محمد بن احمد بن ابو بکر، الجامع الاحکام القرآن، دار الکتب المصریہ، القاہرہ، 1952م، ج 11، ص 58

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

[xviii]۔ زمخشری، محمود بن عمر، تفسیر کشاف، مکتبہ العبیکان، الریاض، السعودیۃ، طبع اول، 1418ھ، ج3، ص102

[xix]۔ الازہری، کرم علی شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 1398ھ، ج2، ص33

[xx]۔ البقرہ 2:196

[xxi]۔ مترادفات القرآن، ج1، ص490-491

[xxii]۔ بلیاوی، عبدالحفیظ، ابوالفضل، مصباح اللغات، سعید ایم کمپنی، کراچی، 1950، ص1020

[xxiii]۔ القاموس الجدید، ص1917-1918

[xxiv]۔ المنجد فی اللغۃ، ص1013

[xxv]۔ یونس 10:92

[xxvi]۔ مترادفات القرآن، ص491

[xxvii]۔ المنجد فی اللغۃ، ص1013

[xxviii]۔ المائدہ 5:3

[xxix]۔ المعجم الوسیط، ص1067

[xxx]۔ مفردات القرآن، ج2، ص621-622

[xxxi]۔ آل عمران 3:155

[xxxii]۔ المورد، ص974

[xxxiii]۔ المنجد فی اللغۃ، ص1013

[xxxiv]۔ المعجم الوسیط، ص1067

[xxxv]۔ مترادفات القرآن، ص491

[xxxvi]۔ عبس 80:38

[xxxvii]۔ مترادفات القرآن، ص491

[xxxviii]۔ النحل 16:87

[xxxix]۔ القاموس الجدید، ص1917

[xl]۔ رانا، محمد اکرم، ڈاکٹر، بین الاقوامی مذاہب (ایک تجزیاتی مطالعہ)، یواب اکادمی، اسلام آباد، 2 جنوری 2009ء، ص149

[xli]۔ فاروقی، عماد الحسن، دنیا کے بڑے مذاہب، مکتبہ جدید پریس، لاہور، جون 2013ء، ص354

[xlii]۔ دنیا کے بڑے مذاہب، ص355

[xliii]۔ ایضاً

[xliv]۔ ایضاً

[xlv]۔ ایضاً

[xlvi]۔ دنیا کے بڑے مذاہب، ص356

[xlvii]۔ ایضاً

[xlviii]۔ ایضاً

[xlix]۔ ایضاً

[l]۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی، عیسائیت کیا ہے؟، دارالاشاعت، ایم اے جناح روڈ، کراچی، مئی 2008ء، ص59

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

[li]-Augustline The Enchiridion XL II, V.1, P688

[lii]-The Christian Religion V.3, P150-152

[liii]- جلالپوری، علی عباس، رسوم اقوام، خرد افروز، جہلم، 1993ء، ص19: دنیا کے بڑے مذاہب، ص376

[liv]- عہد نامہ جدید، انجیل متی 26:26

[lv]- انجیل لوقا 19:22

[lvi]- دنیا کے بڑے مذاہب، ص376: انسائیکلوپیڈیا بٹانیکا، مقالہ: بپتسمہ، ج8، ص83

[lvii]- چوہدری، محمد نواز، مطالہ مذاہب عالم، پولیمر پبلیکیشنز، اردو بازار، لاہور، 1991ء، ص397

[lviii]- ایضاً

[lix]- صدیقی، مظہر الدین، اسلام اور مذاہب عالم، ادارہ کثافتِ اسلامیہ، کلب روڈ لاہور، 1982، ص10: بین الاقوامی مذاہب، ص30

[lx]- بین الاقوامی مذاہب، ص27: دنیا کے بڑے مذاہب، ص107

[lxi]- بین الاقوامی مذاہب، ص88: دنیا کے بڑے مذاہب، ص360

[lxii]- بین الاقوامی مذاہب، ص99: دنیا کے بڑے مذاہب، ص226

[lxiii]- بین الاقوامی مذاہب، ص117

[lxiv]- طاہر القدری، محمد، ڈاکٹر، میلاد النبی ﷺ، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، اپریل 2004ء، ص682

[lxv]- میلاد النبی ﷺ، ص683